امتحان

مرزا فرحت اللہ بیگ

(1883ء۔۔۔1947ء)

ابتدائی حالات:

مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی میں پیدا ہوئے اور سینٹ اسٹیفنز اسکول دہلی سے بی اے کیا۔ زمانہ طالبعلمی میں ڈرامے اور کرکٹ کا شوق رہا 1907۔ میں حیدرآباد دکن چلے گئے اور پہلے تعلیم اور پھر عدالت کے محکموں سے وابستہ رہے۔ وہ ترقی کرتے کرتے ہوم سیکرٹری کے عہد تک پہنچ گئے جہاں سے ریٹائرڈ ہوئے اور پینشن حاصل کی۔ انہوں نے حیدرآباد ہی میں وفات پائی۔

اسلوب نگارش:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا طرز تحریر سادہ اور پر لطف ہے۔ ہو بڑے سے گفت انداز میں دلی کی خاص زبان لکھتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں میں تصنع اور بناوٹ، نام کو نہیں۔ مزاقی چاشنی، ان کی تحریر میں خاص لطف دیتی ہے۔ بقول رشید احمد صدیقی:

"فرحت کے اسلوب کی نمایاں خوبی فقروں کا اختصار ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے فقروں سے رواں دواں عبارت کا جادو جگاتے ہیں۔ فرق کی تحریروں میں اسلوب کی یہ کہاں یکسانیت، قائم رہتی ہے۔ وہ ایک مضمون کو جس رنگ میں شروع کرتے ہیں، اسی رنگ میں انجام تک پہنچاتے ہیں۔"

تصانیف:

مرزا فرحت اللہ بیگ کی ابتدا میں "مرزا الم نشرح" کے قلمی نام سے لکھتے رہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور عظمت اللہ خان نے ان کی ہمت بڑھائی اور اپنے اصل نام سے لکھنے لگے۔ "نذیر احمد کی کہانی"۔ "پھول والوں کی سیر" اور "دلی کا ایک یادگار مشاعرہ" ان کی یادگار مضامین ہے۔

ان کے مضامین "مضامین فرحت" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ "میری شاعری" ان کے کلام کا انتخاب ہے۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشک سوئی	آنسو پونچھنا، تسلّی دینا	امدادِ غیبی	غیب سے ہونے والی امداد
بدرجہ اعلی	اعلی درجے کے ساتھ	تشفی	تسلّی، تسکین
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	کمترین	ناچیز، معمولی
محویت	محو ہونا، مِٹ جانا	مختل	پریشان، بگڑا ہوا

مستغرق	ڈوبا ہوا، بہت مصروف	نادم	شرمندہ
ممنونِ احسان	احسان مند	قہر درویش برجانِ درویش	اپنے آپ پر غصہ نکالنا

سبق کا خلاصہ

زیر نظر مضمون مرزا فرحت اللہ بیگ کے مجموعے "مضامین فرحت" سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ امتحان میں کامیابی کے لئے اس شخص میں نے تو قدرت کی مدد ہی سے کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ مضمون نگار امتحان سے نہیں گھبراتا کیونکہ وہ پڑھائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتا اور کمرہ امتحان میں امداد غیبی کا منتظر رہتا ہے۔ مجھے اپنے دوستوں پر ہنسی آتی ہے، جن کی شکل امتحان کے دنوں میں کتنی سے نکل آتی ہے۔ جو انسان کے دنوں میں سب کچھ بھول کر امتحان کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ مضمون نگار اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے تقریبا دو سال کا وقت دوستوں کے ساتھ گھومتے ہوئے۔ گزارا واپسی پر کلاس میں جان لیتا، منشی صاحب دوست جس کی وجہ سے حاضری لگوانے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آتی تھی۔ گھر والوں نے امتحان کی تیاری پر بھرپور توجہ دیں۔ میرے لئے الگ کمرے کا انتظام کر دیا، میں نے یہ کیا کہ کمرے کے سیشن پر کاغذ کا دیے اپنے گھر والوں کو بھی دھوکہ دیتا رہا پھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ الگ بیٹھ کر پڑھائی میں مصروف ہے

جبکہ میں سات بجے ہیں میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا تھا اور سکون سے صبح 9 بجے اٹھتا۔ اس دوران اگر کوئی بلاتا بھی تو میں پڑھائی میں خلل کا سوچ کر خاموش رہتا۔ والدین نے کئی دفعہ یہ بھی کہا کہ اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں کہتا تھا کہ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے کیونکہ نون کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔

اصل میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے یہاں ان طالب علموں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو امتحان میں تو بڑی سندھو مت سے شریک ہوتے ہیںلیکن پڑھائی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔

آخرکار جیسے ہی امتہان کے دن قریب آنے لگے میں نے امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیے والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو اب شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالی لے ہاتھ میں۔ اخیر امتحان میں کامیابی کی امید لیے تقریباپونے دس بجے کمرہ امتحان میں داخل ہوگیا یہ خیال کرتے ہوئے کی ضرور کوئی نہ کوئی غیبی امداد میسر آئے گی۔ تقدیر کی کامیابی محسوس کرتے ہوئے نگران کو کچھ نرم دل پایا اور سمجھا کہ بیڑہ پار ہے اس کے برعکس نگران عملہ اس قدر سخت تھا کہ ہر وقت ناگہانی بلا کی طرح سر پر ہی سوار رہتے تھے۔ جیسے ہی کوئی ناجائز حربہ یا دائیں بائیں سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فورا آواز آتی اپنے پرچے پر نظر رکھیں۔ گارڈ صاحب کے بتانے پر ہی معلوم ہوا کہ پرچہ اصول قانون کا ہے اس پر زوردار لکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا پورا وقت مراتہ ان میں گزارتا باہر آکر والی صاحب کو مشکل پر کسی تائید کرتا ہے۔ انسان کے اختتام پر والد صاحب نے پاس کرنے کے لئے سفارش کی کوشش کی مگر ناکام نتیجہ آنے پر دو نمبر حاصل کرنے کی

خبر سُنی۔ نتیجہ سن کر والد صاحب اور دوسرے احباب کا خیال یہ تھا کہ کسی چپڑاسی نے لڑکے کے پرچے تبدیل کر دیے ہیں۔ کیونکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلسل تین گھنٹے لکھنے والے کو صفر نمبر تو نہیں ملتا۔ سب نے ممتحن اور نگران عملے کو برا بھلا کہا اور مجھے تسلی دی کہ اس سال نہیں تو اگلے سال سہی، آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔ میں خوش تھا کہ ایک سال اور فرصت سے گزارنے کا موقع مل گیا۔

مرکزی خیال:

اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے۔ اگر محنت اور دلجمعی سے امتحان کی تیاری نہ کی جائے تو طالب علم کامیابی کے لیے ناجائز ذرائع کا استعمال کرتا ہے جس سے سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی دانست میں وہ دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے لیکن در حقیقت وہ خود فریبی کا شکار ہوتا ہے اور اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔

Page 6 / 6

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہوگئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم حال ٹکٹ لیے ہوئے مقام امتحان پر پہنچ گئے۔ گویا یاد نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سی کامیابی کی امید تھی: ایک تو یہ کہ" امداد غیبی" ہوگی اور دوسری یہ کے"پرچوں کی الٹ پھیر۔" شاید وہ حضرات جو امتحان میں کبھی شریک نہیں ہوئے، اس مضمون کو نہ سمجھیں اس لئے ذرا وضاحت سے غرض کرتا ہوں ۔"امدادی غیبی" سے مراد امیدواران کو دوسرے سے یا کسی نیکذات نگران کار سے یا اندر مواقع کتاب سے پہنچ جاتی ہے۔ پرچوں کی الٹ پھیر گو بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن تقدیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔

مصنف کا نام: مرزا فرخت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

حل لغت: درخواست شرکت: شریک ہونے کی درخواست۔ مقام امتحان: امتحان کمرہ۔ گو: اگرچہ۔ امداد غیبی: غیب سے ملنے والی مدد۔ الٹ پھیر: ردوبدل۔ اصطلاح: خاص معنی۔ عندالمواقع: موقع کے قریب۔ بظاہر: دیکھنے میں۔ تقدیر: قسمت۔

سیاق و سباق:

اس اقتباس میں مصنف امتحان میں شریک ہونے والے طالب علم اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخر کار جیسے انسان کے دوران قریب آنے لگے، امتحان میں شرکت نہ کرنے کے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیئے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو۔ کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اسے امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئ ۔ خیر امتحان میں کامیابی کی امید کے لیے تقریبا پونے دس بجے کمرہ امتحان میں داخل ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے کی ضرور کوئی نہ کوئی غیبی مدد میسر آئے گی۔ دو بجے سے کامیابی کی امید لگائے بیٹھا تھا۔ ایک تو غیب سے مدد ملنے والی اور دوسری یہ کہ پرچوں کی ہیرا پھیری اگرچہ پھر مشکل نظر آتی ہے لیکن کر دیتی ہے۔ تقدیر اور تدبیر کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ اسے کی سمجھیں گے۔ تبدیل کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

تشریح:

اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی امتحانی تیاری کا ذکر کیا ہے۔ اس نے امتحان کی تیاری نہیں کی تھی مگر اس امتحان میں شرکت کی دعوت مل گئی ۔ ہر امتحان میں کامیابی کی امید کے لیے تقریبا پونے دس بجے کمرہ دھیان میں داخل ہوگیا یہ خیال کرتے ہوئے کی ضرور کوئی نہ کوئی غلطی امداد میسر آئے گی۔ کی امید لگائے بیٹھا تھا ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی قدرت کوئی کامیابی کا وسیلہ بنا دے گی۔ دونوں پرچوں کی ہیرا پھیری اگرچہ ہیرا پھیری مشکل نظر آتی تھیں لیکن تکبیر سب کچھ آسان کر دیتی ہے۔ کے بارے میں جن لوگوں نے امتحان میں شرکت نہیں کی وہ ایسے کام نہیں سمجھیں گے۔ اس لئے طالب علم خود ہی

اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امداد غیبی سے مراد وہ مدد ہے جو ایک دوسرے سے یا کسی نیکذات نگران سے مشکل کے وقت پہنچ جاتی ہے۔ تقدیر کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں۔

حل مشقی سوالات

1۔ مختصر جوابات دیں۔

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھر آنے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے ؟

جواب: مضمون نگار کہتے ہیں کہ مجھے ہنسی اس لیے آتی ہے کہ آخر امتحان ایسا کیا ہوتا ہے؟ دو ہی صورتیں: فیل یا پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سہی۔

(ب) جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا؟

جواب: جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے۔ مضمون نگار کے دوستوں ہم جماعتوں کے دماغ تحتلاور ان کی صورت اتنی سی نکل آتی تھی۔

(ج) مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا؟

جواب: مضمون نگار نے قانون یعنی وکالت کا امتحان دیا تھا۔

(د) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مضمون نگار جملہ مضامین میں بدرجہ اعلی فیل ہوا۔ اس میں صرف دو نمبر حاصل کیے۔

(ہ) مضمون نگار کے والد نے کس طرح اسے تسلی دی؟

جواب: مضمون نگار کے والد نے کہا کہ بیٹا گھبرانے کی کوئی بات نہیں، اس سال نہیں آئیگا ثالث ہیں آخر کب تک بے ایمانی ہوگی۔

2۔ سبق "امتحان" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: سبق کا خلاصہ شروع میں دے دیا گیا ہے۔

3۔ مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مختل	بگڑا ہوا، خلل انداز	ممتحن	امتحان لینے والا
مستغرق	ڈوبا ہوا، بہت مصروف	تشفی	تسلی، تسکین
محویت	توجہ، مشغولیت	اشک سوئی	آنسو پونچھنا، تسلی دینا
کمترین	ناچیز، معمولی	امدادِ غیبی	غیب سے ہونے والی امداد
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	بدرجہ اعلی	اعلی درجے کے ساتھ
خادم	ملازم، نوکر		

4۔ واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔

جواب: امتحان، خیال، مشغلہ، وکیل، ممتحن، تدبیر، مضمون

واحد	جمع	واحد	جمع
امتحان	امتحانات	خیال	خیالات
مشغلہ	مشاغل	وکیل	وکلا
تدبیر	تدابیر	مضمون	مضامین
ممتحن	ممتحین		

5۔ اِعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔

جواب: حَوَاسْ، مُخْتَلْ، مَشْغَلَہ، مُسْتَغرِق، خَلیق

6۔ متن کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (√) سے کریں۔

جواب: (1) بندے پر امتحان کا اثر نہیں تھا:

الف۔ رتی برابر ب۔ ذرا برابر

ج۔ بالکل د۔ معمولی

(2) طالب علم نے کتنے سال میں لا کلاس کا کورس پورا کیا؟

الف۔ چار سال ب۔ دو سال

ج۔ تین سال د۔ پانچ سال

(3) لا سکول میں کون طالب علم کا دوست تھا؟

الف۔ لکچرار صاحب ب۔ پرنسپل صاحب

ج۔ منشی صاحب د۔ چوکیدار

(4) طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟

الف۔ نگران صاحب سے ب۔ گارڈ صاحب

ج۔ سپرٹینڈنٹ سے د۔ کسی طالب علم سے

(5) طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکل آتا؟

الف۔ ایک گھنٹے بعد ب۔ آدھا گھنٹا بعد

ج۔ دو گھنٹے بعد د۔ تین گھنٹے بعد

جواب:

1	2	3	4	5
الف	ب	ج	ب	ب

7۔ متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خالی پُر کریں۔

جواب: (الف) لوگ امتحان کے نام سے گھبراتے ہیں لیکن مجھے ان کے گھبرانے پر ہنسی آتی ہے۔

(ب) والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔

(ج) کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان کترے گا۔

(د) لیمپ روشن کر کے آرام سے سات بجے سے سو جاتا اور نو بجے اُٹھتا۔

(ہ) قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی۔

(و) یہاں ایک بہت خلیق اور ہنس مکھ نگران کار تھے۔

(ز) ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔

(ح) والد صاحب روز گیارہ بجے سے آجاتے اور نیچے صحن میں بیٹھے رہتے۔

(ط) والد نے عرض کیا کہ خادم زادہ اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے۔

(ی) سو دن چور کے تو ایک دن شاہ کا۔

8۔ متن کو مدِّ نظر رکھ کر کالم الف میں دیے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب:

کالم الف	کالم ب	کالم ج
فرحت اللہ بیگ	لا کلاس	امتحان
فیل	مرنا	پاس
جینا	بڑھیا	مرنا
دو سال	امتحان	لا کلاس
بڈھا	پاس	بڑھیا
تقدیر	ناکامیابی	تدبیر
مشکل	منظور	آسان
کامیابی	تدبیر	ناکامیابی
درخواست	آسان	منظور

9۔ درج ذیل اقتباس کی تشریح سیاق و سباق کے حوالے سے کیجئے۔

اقتباس: بعض وقت والد والدہ کہتے بھی تھے کہ اتنی محنت نہ کیا کرو، لیکن میں زمانے کی ترقی کا نقشہ کھینچ کر ان کا دل خوش کر دیتا تھا۔ خدا خدا کر کے یہ مشکل بھی آسان ہوگی اور امتحان کا زمانہ قریب آیا۔ میں نے گرمی بہت کہا کہ ابھی میں امتحان کے لیے جیسا چاہیے ویسا تیار نہیں ہوں لیکن میری مسلسل حاضری حالات اور شبانہ روز کی محنت نے ان کے دلوں پر سکہ بٹھا رکھا تھا۔ وہ کب ماننے والے تھے، پھر بھی اسے اتنا اپنے بچاؤ کے لیے ان سے کہہ دیا کہ اگر میں فیل ہو جاؤ تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی کیونکہ میں اپنے آپ کو بھی امتحان کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن والد صاحب مسکرا کر بولے کہ امتحان سے کون ڈرے تھے جب محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ کامیابیاں ناکامیابی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

جواب: مصنف کا نام: مرزا فرحت اللہ بیگ

سبق کا عنوان: امتحان

حل لغت: مسلسل: لگاتار، لا کلاس :قانون سیکھنے کی جماعت، شبانہ روز: دن رات، سکہ بٹھان: ا روپ قائم کرنا، نہ کامیابی: ناکامی۔

سیاق و سباق: اس اقتباس میں مصنف نے امتحان میں شریک ہونے والے طالب علموں اور ان کی ان کی امتحانی تیاریکا ذکر کیا ہے میری ساری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیتا کہ محنت کے بغیر انسان عظمت حاصل نہیں کر سکتا۔ شخصی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت پر ہے کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام آتی ہے کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔ گھر والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا بچہ الگ بیٹھ کر پڑھائی میں مصروف ہے جب کے میں سات بجے ہی میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا ہے اور سکون سے نو بجے اٹھتا اس دوران اگر کوئی بلاتا بھی تو میں پڑھائی میں خلل کا سوچ کر خاموش رہتا۔

تشریح:

مصنف نے اس پیراگراف میں ایک طالب علم کی زبانی اپنے امتحان کے لیے کی جانے والی محنت کے بارے میں مزاحیہ انداز میں بتایا ہے کہ میری ظاہری محنت کو دیکھ کر والد اور والدہ یہ بھی کہتے تھے کہ بیٹے اتنی محنت نہ کیا کرو لیکن میں انہیں یہ کہہ کر خاموش کرا دیں تاکہ محنت کے بغیر انسان عزت اور عظمت حاصل نہیں کر سکتا سکسی اور قومی محنت کا انحصار ذاتی محنت کر کے کسی بھی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ذاتی محنت ہی کام

آتی ہے کیونکہ محنت کے بغیر اچھا مقام حاصل کرنا مشکل ہے میری یہ خوش کن باتیں سن کر میرے والدین خاموش ہو جاتے۔ امتحان کے دن قریب آگئے میں نے باتوں باتوں میں کئی بار یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ میری تیاری اس قابل نہیں کہ امتحان دیا جائے لیکن میری محنت اور پڑھائی میں مصروفیت کو دیکھتے ہوئے والد صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنی محنت کی ہے تو شرکت بھی کرو کامیابی اور ناکامی تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے میں نے کہا کہ اگر میں فیل ہوگیا تو اس کی ذمہ داری گھر والوں پر ہوگی کیونکہ میں ذہنی طور پر امتحان کے لئے تیار نہیں ہوں۔ والد صاحب مسکرا کر کہتے کہ تم امتحان سے کیوں ڈرتے ہو، جب تم نے جی بھر کر محنت کی ہے تو شریک بھی ہو جاؤ کیونکہ کامیابی اور ناکامی کے بارے میں تو صرف اللہ ہی جانتا ہے عزت اور ذلت تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔

Page 10 / 10